علیزہ ایوب

سوال نمبر 2

1-

تعارف:

حضرت عمر فاروق کا نظامِ حکومت بلا شبہ مثالی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے دورِ حکومت میں عدل و انصاف کی فراہمی اور ریاستی فلاح کے لیے بے شمار اصلاحات کی گئی جس کے نتیجے میں عوام الناس تک انصاف سے لے کر روٹی تک ان کے دروازے تک پہنچایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے مردم شماری کروائی اور اضلاع میں عدالتیں قائم کیں انھوں نے قاضیوں کی تنخواہیں بڑھائی تاکہ کوئی بھی قاضی رشوت ستانی جیسی برائیوں سے محفوظ رہیں حل طلب مسائل کے لیے متعدد افتاء قائم کیا۔ سیدنا علی، سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا معاذ بن جنبل، سیدنا زید بن حارث اس شعبے کے ممتاز رکن رہے۔ ان کے دور میں کی جانے والی نمایاں اصلاحات درج ذیل ہیں۔

محکمہ پولیس کا قیام:

ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے احداث" یعنی پولیس کا محکمہ قائم کیا اس کے افسر کا نام "صاحب احداث" رکھا سیدنا ابو ہریرہ کو بحرین کا صاحب احداث مقرر کیا تو ان کو ہدایت کی کہ امن و امان قائم رکھنے

کے دیا تو ساتھ احتساب کی خدمات بھی سرانجام دیں
احتساب سے متعلق جو کام ہیں یعنی ناپ تول میں
کمی، شاہراہ پر دکان بنانا، شراب کا اعلانیہ بکنا اور
جانوروں پر بوجھ زیادہ ڈالنا جیسی ضروری خدمات
بھی محتسب احداث کے ذمہ تھی۔ آپؓ سے قبل عرب
میں جیل کا رواج نہ تھا آپؓ نے مکہ معظمہ میں
صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدا
اور جیل کے لئے مختص کیا اور بعد میں دوسرے اضلاع
میں بھی جیل قائم کیں۔ جلاوطنی کی سزا بھی آپؓ
کی ایجاد ہے۔ ابو محجن ثقفی کو بار بار شراب پینے
کے جرم میں جلاوطن کر کے ایک جزیرے میں بھیج دیا۔

بیت المال کا قیام:

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت
میں بیت المال کا قیام ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک
مکان بیت المال کے لئے خاص کر دیا تھا لیکن کبھی کچھ
وہاں خزانہ یا مال نہ رکھا۔ آپؓ کی رحلت کے بعد
جب بیت المال کھولا تو وہاں صرف ایک درہم تھا
کیونکہ مال کو فوراً تقسیم کر دیا جاتا اور بیت المال
میں رکھنے کی نوبت نہ آتی۔ حضرت عمرؓ نے
۱۵ ہجری میں مستقل خزانہ کی ضرورت محسوس
کرتے ہوئے بیت المال کی منظوری دی اور
مدینہ میں ایک بہت بڑا خزانہ قائم کیا۔ بیت المال
کے حساب کتاب کے لئے رجسٹر بنوائے گئے۔ صوبہ جات

اور اضلاع میں آمدنیوں کی جو رقم آتی تھی وہ وہاں کے
سالانہ مصارف کے سال کے اختتام پر صدر خزانہ یعنی
مدینہ کے بیت المال میں منتقل کر دی جاتی تھی

انفراسٹرکچر کی تعمیر:

اسلام کا دائرہ کار وسیع ہونے
کے باعث وہاں تعمیر کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ ہر لشکر
کے لیے سرکاری عمارتیں تعمیر ہوئی۔ رفاہ عامہ کے لیے سڑکیں
پل اور مسجد کی تعمیر، فوجی ضروریات کے لحاظ سے چھاؤنیاں
مسافروں کے لیے مہمان خانے تعمیر کیے گئے۔ خزانہ کی
حفاظت کے لیے بیت المال کی عمارت شاندار اور مستحکم
بنائی جاتی تھی۔ سیدنا عمرؓ نے 17 ہجری میں مکہ
سے مدینہ منورہ جانے والی سڑک پر چوکیاں، سرائیں
اور چشمے تعمیر کرائے۔ زراعت کی ترقی کے لیے نہریں
کھدوائیں اور کچھ نہریں میٹھے پانی کی فراہمی کی غرض
سے بھی تعمیر کی گئیں۔

فتح العراق کے حوالے سے اہم فیصلہ:

شام وایران
اور عراق وغیرہ کی فتح پر ان علاقوں کو فوج کی تحویل
میں دینے پر مختلف رائے سامنے آئی۔ اس کے
لیے حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ زمین ریاست کی
حکومت اور باشندوں کے قبضے میں رہنے دی جائے
سیدنا علیؓ، سیدنا عثمانؓ اور سیدنا طلحہؓ بھی آپ کے

مساوات متفق تھی۔ سیدنا عمرؓ نے ٹیکس کے نظام میں بھی تبدیلیاں کی غیر ملکی تجارت پر ۱۰ فیصد ٹیکس لگایا اور تجارتی گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ عائد کی گئی۔

محکمہ ریکارڈ کا قیام:

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت نے سب سے ادارہ کو متعارف کروایا اس میں دیوان بھی شامل ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک فوجی مہم کی روانگی کے وقت ہرمزان نے یہ سوال پوچھا کہ سال کی [illegible] وقت اگر کوئی نہ پہنچ سکا تو اس کی بابت کیسے جانیں گے تو حضرت عمرؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مشورہ کیا کہ "ایک سال میں جمع ہونے والا مال لوگوں میں تقسیم کر دیں اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑیں۔

اختتامیہ:

حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں بہت سی اصلاحات ہوئیں جن سے ایک باشعور معاشرے کی تشکیل ہوئی اور عدل و انصاف اور مسائل کا حل کا نظام منظم ہو گیا نیز اس میں بیت المال کے قیام نے مسلم ریاست کو مالی امداد فراہمی کی اور تعمیرات کی رو سے ایک جدید معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے۔ خلیفہ دوم کی اصلاحات آج بھی مسلمانوں کے لیے نمونہ ہیں اور ان کی تشہیر [illegible] کی احتیاج ہے

2

تعارف:

سرکاری افسران ریاست کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرتے ہیں ان کے اور ریاست کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے جس پر حلف اٹھا کر افسران دستخط کرتے ہیں۔ اس حلف اور اقرار میں کچھ چیزیں نمایاں ہوتی ہیں [illegible] کچھ پوشیدہ رکھی جاتی ہیں۔
سرکاری افسران عوام کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں ان میں معاملات میں دیانتداری یعنی خیانت سے پرہیز، اقربا پروری سے پرہیز، سرکاری وسائل کی حفاظت، جھوٹ سے احتراز، انصاف کی فراہمی، ملکی مفادات کو ترجیح دینا، نظام مملکت کی بہتری کے لیے کوشاں رہنا، لسانی، مذہبی اور علاقائی عصبیت سے اجتناب جیسی خصوصیات کی موجودگی انھیں ان کے فرائض کو پورا کرنے کے قابل کرتی ہے۔

معاملات میں دیانتداری:

سرکاری افسران کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر معاملے میں دیانتداری سے کام لیں خواہ وہ دفتر میں وقت پر پہنچنا اور اپنا کام ایمانداری سے کرنا ہو یا پھر مالی معاملات میں دیانتداری کرتے ہوئے چوری،

یا رشوت ستانی جیسی برائیوں سے دور رہنا ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے ہمارے لیے دیانتداری کی اعلیٰ مثال ہیں لوگ انھیں صادق و امین کہا کرتے تھے حالانکہ ان کی سخت مخالفت کے باوجود اپنی امانتیں ان کے پاس رکھواتے تھے ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ نے ان امانتوں کی واپسی کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ لگایا اور خود حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔

اقربا پروری سے اجتناب:

اقربا پروری سے مراد ہے میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے رشتے داروں کو فائدہ پہنچانا۔ یہ مختلف اداروں میں عام ہے جس کی وجہ سے ادارے ناقص کارکردگی دکھاتے ہیں کیونکہ ان میں اہل لوگوں کی کمی ہے خلفائے راشدین نے اقربا پروری سے نہ صرف منع کیا بلکہ اپنے کسی بھی رشتے دار کو سرکاری امور میں اہمیت نہ دی یہی وجہ ہے کہ ان کے بیٹے حکومت میں کبھی نہ آسکے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے رشتے داروں سے املاک چھین لی جو انھوں نے غیر قانونی طریقے سے قبضے میں رکھی تھیں۔

قومی وسائل کی حفاظت:

قومی وسائل کی حفاظت ذاتی مفادات سے بڑھ کر ہونی چاہیے

اس لیے ذاتی مال سے اگر کوئی کمی بیشی ہو جائے تو اس کی معافی ہو سکتی ہے لیکن اجتماعی مال میں کمی کی صورت میں کڑا احتساب ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے صالح حکمران بھی ملتے ہیں جو ذاتی گفتگو کے وقت سرکاری چراغ کو گل کر دیتے تھے۔

جھوٹ سے احتراز:

جھوٹ برے اخلاق کی جڑ ہے آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا "ہاں" پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ یعنی سرکاری افسران کی ذمہ داریوں میں سے جھوٹ سے پرہیز بھی بہت ضروری ہے۔

منصب کا درست استعمال:

سرکاری افسران کو چاہیے کہ خود بھی اپنے منصب کا احترام کریں اور کوئی ایسا کام سرزد نہ کریں جو ان کے لیے ناجائز ہو۔ افسران کو چاہیے کہ وہ خود بھی اپنے منصب کا خیال رکھیں نہ تو خود اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور نہ ہی اپنے رشتے داروں کو اس سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے دیں کیونکہ اس کی پوچھ گچھ اور حساب افسران کو ہی دینا ہو گا۔

لسانی، مذہبی، علاقی عصبیت سے اجتناب:

سرکاری افسران کو اپنے ماتحت عوام کو برابری کا درجہ دیتے ہوئے ان سے منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ کسی بھی فرد کو اس کی زبان، مذہب یا علاقائی اہمیت ہونے کی وجہ سے مراعات دینے سے پرہیز کرنی چاہیے۔ حضرت محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ:

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔"

نظام مملکت کی بہتری کے لئے کوشاں رہنا

سرکاری ملازمین کو ہر دم ملک یا ریاست کی ترقی کے لیے سرگرم رہنا چاہیے۔ اس سے عوام کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی جو ریاست کے نظام کو مزید بہتر کرتی ہیں۔ اس امر کے لئے خلفائے راشدین کی مثالی کوشش ہمارے لئے عملی نمونہ ہیں۔

اختتامیہ:

بحث کا حاصل یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کو اپنے اندر احساس ذمہ داری رکھنی چاہیے کہ کس طرح سے ان کی کوشش ایک ریاست کو فلاحی ریاست میں تبدیل کرتی ہیں اور ان کے فرائض کی تکمیل ایک منظم اور فلاحی ریاست کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔